بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نظرات

عنفوانِ انقلاب

اگر فضائے آسمانی کے تغیرات کو دیکھ کر موسم کے متعلق کوئی پیشگوئی کیجا سکتی ہے، تو یہ یقینی امر ہے کہ ہندوستان میں جلد یا بدیر ایک عظیم الشان انقلاب آنے والا ہے۔ یہ انقلاب اپنی گوناگوں خصوصیتوں کے لحاظ سے نہایت اہم اور حیرت انگیز ہوگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان کا مُرغ ناتواں ڈیڑھ سو برس سے کچھ اوپر کی اسارت کے بعد ظلم وجبر کے پنجۂ استبداد سے رہائی پائیگا۔ اُس وقت ظالم کو اپنے ظلم پر، اور غاصب کو اپنی حریصانہ دسیسہ کاریوں پر نادم وپشیمان ہونا پڑیگا۔ مظلوم ومحکوم کا گریۂ الم خندۂ نشاط میں تبدیل ہوجائیگا۔ مجبور انسانوں کے چھینے ہوئے حقوق پھر اُن کو واپس ملینگے، یہاں کے گوشے گوشے میں حریت وآزادی کے نغمے گونجینگے، اور ہندوستان واقعی ہندوستان والوں کے لیے ہوگا، تاریخ اپنا سبق دُہراتی رہتی ہے، قدرت کا یہ ناقابلِ انکار فیصلہ ہے جو نافذ ہو کر رہیگا۔ اور کوئی طاقت اُس کو رد نہ کرسکیگی۔

لیکن جیسا کہ ہمیشہ سے دستور رہا ہے، اس انقلاب سے وہی قوم فائدہ حاصل کرسکیگی جس کو خود اس انقلاب کے بلانے میں دخل ہوگا، اور جو اپنی عملی جدوجہد حسن کردار، بیداری دل ودماغ، اور قومی تنظیم وطاقت کے بل بوتے پر اپنی زندگی کا ثبوت بہم پہنچائیگی۔ یہ دنیا پیکارِ عمل کی جگہ ہے۔ یہاں زندہ رہنے کا حق صرف اُسی جماعت کو حاصل ہوسکتا ہے جو اپنے اندر عمل کی قوت رکھتی ہو۔ سیلاب عظیم کے بحران وتموج کے وقت جو لوگ اپنی

حفاظت کا بندوبست نہیں کرتے اور حیرت و تردد کی وادی میں سرگشتہ و پریشان رہتے ہیں۔ وہ ہلاک ہوجاتے ہیں، اور اُن کی نادانی و ناواقفیت کا عذر اُن کے لیے باعث نجات نہیں ہوتا۔

آزاد ہونے کے بعد ہندوستان کا حال بالکل اُس مریض نیم جاں کا سا ہوگا جو ایک عرصہ دراز کی علالت کے بعد کسی طبیب عیسیٰ نفس کی تدبیر چارہ گری سے یک بیک اچھا ہوگیا ہو، اور اُس کے معدہ و جگر کی طاقتیں پھر از سر نو عود کر آئی ہوں۔ ایسے وقت میں مریض کی نگرانی اور اُسکی دیکھ بھال کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ خطرہ یہ ہوتا ہے کہ ایک طویل زمانہ تک روک ٹوک اور پرہیز کی زندگی بسر کرنے کے بعد کہیں مریض یک لخت شدید قسم کی بدپرہیزی اور بے احتیاطی میں مبتلا نہ ہوجائے جس کے باعث وہ پھر بیمار ہوکر ایک ایسی عارضہ میں گرفتار ہوجائے جو اُسکے لیے پہلے عارضہ سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو

اس بنا پر یہ دور مسلمانوں کے لیے انتہائی سخت اور صبر آزما دور ہے اگر وہ اپنی زندگی کو باقی و برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو اُن کے لیے ضروری ہے کہ اپنے عمل سے اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔ یہاں سوال کسی خاص جماعت کے ساتھ وابستہ ہونے نہ ہونے کا نہیں ہے، سوال صرف یہ ہے کہ اُنہیں کچھ کرنا چاہیے یا نہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اُنکی راہ بالکل کھلی ہوئی ہے جماعت کا حال بالکل افراد کا سا ہے جس طرح کوئی فرد اپنے نصب العین کو متعین کرنے کے بعد اُسکے حاصل کرنے میں جد و جہد اور عملی سرگرمی نہیں دکھاتا کامیاب نہیں ہوسکتا۔ ٹھیک اسی طرح جماعت کے تمام افراد میں جب تک ایک جماعتی مقصد کا تعین اور اُس کے لیے غیر معمولی ولولۂ عمل اور جوش و خروش نہیں ہوتا وہ کامیاب بامرام نہیں ہوسکتی۔ مسلمانوں کی منزل مقصود بھی متعین ہے اور اُس تک پہنچنے کی جو راہیں ہیں وہ بھی اُن سے مخفی نہیں ہیں۔ دلوں کا حال خدا کو معلوم ہے لیکن اگر ایک شخص کسی جلتے ہوئے مکان کو آگ سے محفوظ رکھنے کے لیے خود آگ میں کود رہا ہے تو اُس پر بدنیتی کا شبہ کرنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ البتہ ہاں اگر ایک شخص اپنے شیش محل میں بیٹھا ہوا لوگوں کو آگ بجھانے کی دعوت دے رہا ہے۔ اور خود اس کے قریب نہیں آتا۔ تو اگرچہ بدنیتی کا شبہ تو اُس پر بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر تمام لوگوں نے اُسی کی طرح آگ بجھاؤ، آگ بجھاؤ کا شور و غل بپا کردیا اور اُن میں سے ایک نے بھی آگ کے دہکتے ہوئے شعلوں میں کود کر مکان کی حفاظت کا بندوبست نہیں کیا تو نتیجہ بجز اسکے کیا ہوگا کہ مکان جل کر خاک سیاہ ہوجائے اور اُس کی تمام چیزیں نذر آتش ہوکر فنا ہوجائیں۔ آگ بجھانے کی دوڑ

سے دعوت دینے والے اپنی اپنی نیتوں کو لیے بیٹھے رہیں۔ قدرت اُن کی اس عملی کوتاہی پر رحم نہیں کریگی۔

پس اسی طرح آج ہندوستان میں انقلاب کے شعلے بلند ہو رہے ہیں، جو لوگ دور سے کھڑے ہوئے اُس سے ڈرا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! ان سے بچو ایسا نہ ہو کہ اُن شعلوں کی لپٹ تمہاری قومیت کے جیب و دامن کو جلا کر خاکستر کر دے اور خود اُس آگ میں کود کر اپنی جواں ہمتی و پامردی کا ثبوت نہیں دیتے، اُنکی نیتوں کا حال تو اللہ کو ہی معلوم ہے۔ ہم اُن پر شبہ کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے لیکن اتنا بوثوق کہا جاسکتا ہے کہ اگر مسلمانوں نے اُن کی طرح صرف ایک شور و غل بپا کرنے کو ہی اپنا مطمح نظر بنالیا اور "آگ سے بچو۔ بچو" کی رٹ ہی لگاتے رہے تو اس کا نتیجہ بجز اس کے اور کچھ نہ ہوگا کہ انقلاب کے شعلے ایک جہنم کی صورت اختیار کر لینگے اور مسلمانوں کی قومیت اور اُس کے تمام لوازم کو جلا کر بھسم کر دینگے۔

قرآن مجید نے پہلے ہی بتادیا تھا کہ مسلمانوں کو اہل کتاب اور مشرکوں سے طرح طرح کی جانی اور مالی اذیتیں پہنچینگی لیکن ساتھ ہی اُن تکلیفوں سے محفوظ رہنے کی تدبیر بھی بتادی گئی تھی۔

لَتُبْلَوُنَّ فی اموالکم وانفسکم ولَتَسْمَعُنَّ من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الّذین اشرکوا اذًی کثیراً وان تصبروا وتتقوا فانّ ذالِكَ من عزم الامور۔	تم ضرور اپنے مالوں اور جانوں میں آزمائے جاؤگے اور ضرور اُن لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ان سے جنہوں نے شرک کیا ہے بہت سی تکلیف کی باتیں سنوگے۔ اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرو تو بیشک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

اس آیت میں صبر سے مُراد یہ ہے کہ جو سختیاں پیش آئیں اُن کو ایک مقصد عظیم کی خاطر برداشت کرتے رہو۔ اور تقویٰ سے مُراد یہ ہے کہ اپنے تمام اعمال کا مقصد رضاء خداوندی اور اُس کے بتائے ہوئے احکام کی پیروی بنالو۔ اگر صبر اور تقویٰ یہ دونوں وصف مسلمانوں میں جمع ہو جائیں تو کوئی غیر مسلم طاقت خواہ وہ اہل کتاب کی ہو یا مشرکوں کی مسلمانوں کو پامال نہیں کرسکتی۔

پس سوچو! کیا ہم نے مصائب و آلام کو برداشت کرنے کا عزم کرلیا ہے، اور کیا ہماری تحریکات اور ہماری سرگرمیوں کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ حق کی اشاعت اور ظلم و جبر کا استیصال کلی ہے؟